''اس طرح کلاسیکی ادب کا وہ خزانہ جو ضائع ہورہا تھا، وہ اب نئے انداز سے محفوظ ہوگیا ہے۔ اس کے علاوہ عصر حاضر میں ایک rekhta.org ہے، جسے غیر مسلم عاشق اردو 'سنجیو صراف' نہایت کامیابی اور عمدگی کے ساتھ انٹرنیٹ پر جاری رکھے ہوئے ہے۔''

(اردو دنیا اپریل ۲۰۲۰.□ء، ص ۴۱، اردو کے فروغ میں ٹیکنالوجی کا حصہ)

خلاصہ تحریر یہ ہے کہ انٹرنیٹ، گوگل سرچ انجن اور مختلف سافٹ ویئر وغیرہ بے شمار وسائل موجود ہونے کے باوجود ان کی تعداد اور استعداد اردو زبان اور تدریس کے لئے ناکافی ہیں۔ انفارمیشن ٹیکنالوجی جس تیزی سے ترقی کررہا ہے۔ اسی جدید ٹیکنالوجی نے ہمیں جو ایک نئی دنیا سے روشناس کرایا ہے۔ وہیں پر اس کی ترقی کی رفتار کے ساتھ ہمیں اپنی صلاحیتوں اور استعداد وعمل میں بھی تیزی لانے کی ضرورت ہے۔

---

حوالہ جاتی کتب


(۱)ماہنامہ رسالہ اردو دنیا مئی ۲۰۲۰.□ء

(۲ (اردو میڈیا، ڈاکٹر خواجہ اکرام الدین ۲۰۱۲.□ء نئی دہلی

(۳(زبان و ادب، ششماہی مجلہ، اشاعت ۲۰۱۶.□ء ص۵

(۴(اردو دنیا، اگست ۲۰۲۱.□ء ص۳۲

(۵(اردو دنیا اپریل ۲۰۲۰.□ء، ص۴۱




Scanned with OKEN Scanner

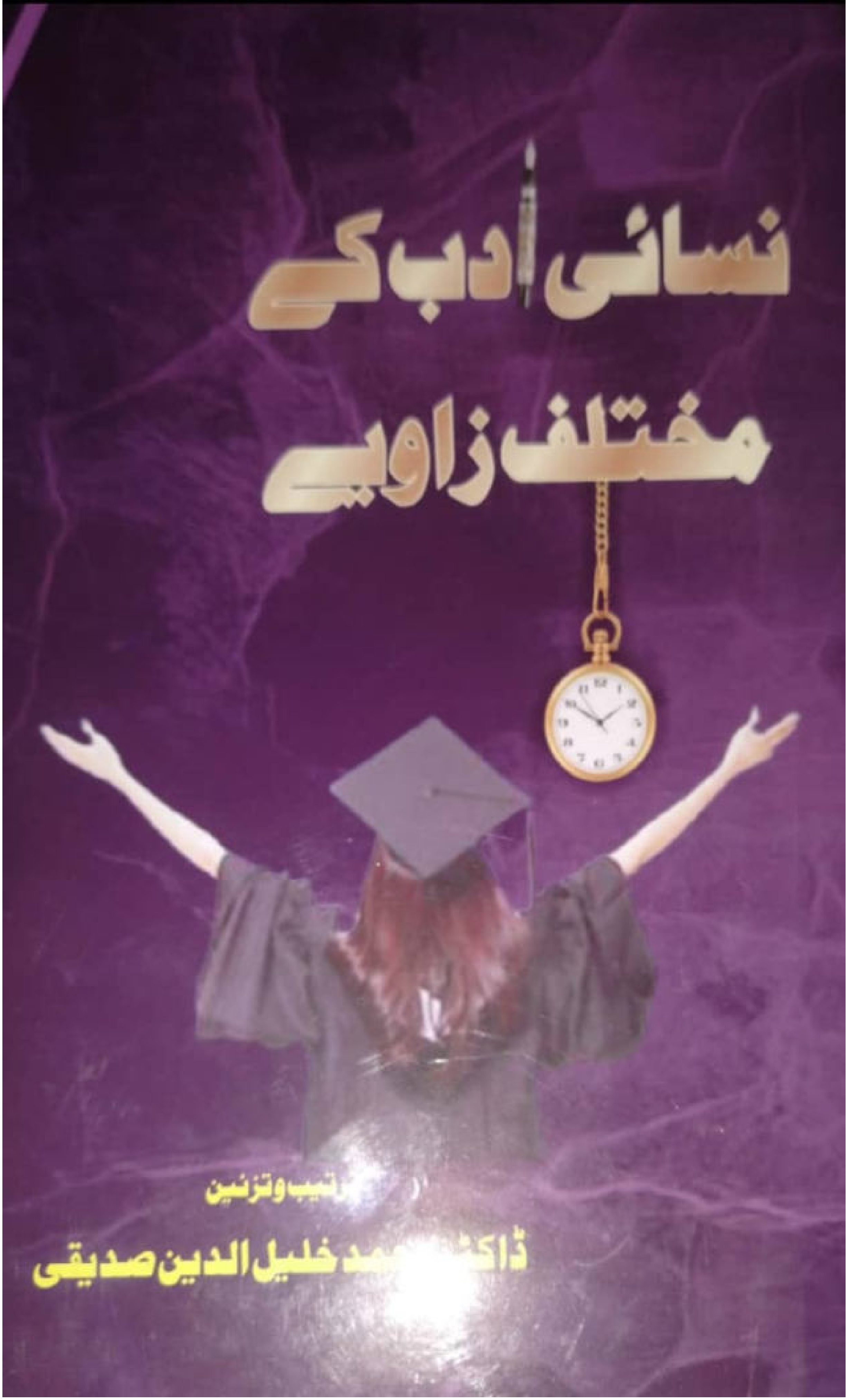


Scanned with OKEN Scanner

# نسائی ادب کے
# مختلف زاویے

عالمی یوم خواتین کے موقع پر ۸ر مارچ ۲۰۲۳ء کو منعقدہ
بین الاقوامی آن لائن سیمینار میں پڑھے گئے مضامین کا مجموعہ

ترتیب وتزئین

## ڈاکٹر محمد خلیل الدین صدیقی

(ایڈیٹر: ہفت روزہ اوصاف، ماہنامہ تعلیمی سفر، سہ ماہی قرطاس وقلم)

-: زیر اہتمام :-

اسوسی ایشن فار ڈیولپمنٹ آف مائناریٹی وومن، مہاراشٹر۔ انڈیا

Scanned with OKEN Scanner

○ جملہ حقوق بحق مرتب محفوظ

کتاب کا نام :نسائی ادب کے مختلف زاویے

ترتیب و تزئین :ڈاکٹر محمد خلیل الدین صدیقی

صفحات :304　قیمت :چار سو روپے

سن اشاعت : ۸ مارچ ۲۰۲۳ء　تعداد :پانچ سو

ناشر : ماہنامہ تعلیمی سفر لاتور مہاراشٹر

سرورق : محمد عزیز سراج گاؤں

کمپیوٹر کتابت : سید ریاض پاشاہ

ISBN 978-81-960658-3-6

9 788196 065836

**Nisai Adab Ke Mukhtalif Zaviye**

**By : Dr.Md.Khaleeluddin Siddiqui**

(M.A.,M.Ed.,B.J.M.S.,Ph.D.,NET)

Pages : 304　Price : Rs. 400 /-

Published In : 8th March 2023

کتاب ملنے کا پتہ :-

**ڈاکٹر محمد خلیل صدیقی Dr.Md.Khaleel Siddiqui**

اردو گھر، قادری نگر اوسہ ضلع لاتور Urdu Ghar, Qadri Nagar AUSA

موبائل: 9422658736 Dist. Latur Pin - 413520 (M.S.)





# انتساب

اُن تمام خواتین قلمکاروں کے نام۔۔۔۔۔

جنھوں نے اپنی جامع تحریروں کے ذریعے

اس کتاب کو انفرادیت بخشی ہے!

ڈاکٹر محمد خلیل الدین صدیقی



Scanned with OKEN Scanner

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۳۴ | شہر حیدرآباد کی قلمکار خواتین ایک مطالعہ | ڈاکٹر مجمہ سلطانہ۔ حیدرآباد | ۱۶۵ تا ۱۶۹ |
| ۳۵ | اردو کی خواتین سفرنامہ نگار | ڈو تسنیم بانو مرتضیٰ۔ شولاپور | ۱۷۰ تا ۱۷۳ |
| ۳۶ | جدید خاتون شعراء کی شاعری میں تانیثیت کی عکاسی | ڈاکٹر سمیہ باغبان۔ شولاپور | ۱۷۴ تا ۱۸۰ |
| ۳۷ | اردو ڈراموں میں عورتوں کے مسائل کی عکاسی | بشریٰ چشتی۔ حیدرآباد | ۱۸۱ تا ۱۸۵ |
| ۳۸ | اردو ادب میں خواتین ڈرامانگار | ڈاکٹر شاہینہ پروین صدیقی۔ مالیگاؤں | ۱۸۶ تا ۱۹۱ |
| ۳۹ | خاتون محقق : ڈاکٹر سیدہ جعفر | ڈاکٹر صفیہ بانوائے شیخ۔ جمال پور | ۱۹۲ تا ۱۹۷ |
| ۴۰ | ڈاکٹر مسرت فردوس کے تحقیقی سفر کا مختصر جائزہ | نفیسہ بیگم غلام جیلانی۔ اورنگ آباد | ۱۹۸ تا ۱۹۹ |
| ۴۱ | مدھیہ پردیش کی خاتون قلم کار: خالدہ صدیق | فرزانہ انصاری۔ بھوپال | ۲۰۰ تا ۲۰۴ |
| ۴۲ | قرۃ العین حیدر کے رپورتاژ میں کردار نگاری | ڈاکٹر شاہ جہاں بیگم کرنولی۔ کرنول | ۲۰۵ تا ۲۱۰ |
| ۴۳ | رپورتاژ نگار خواتین (حیدرآباد کے حوالے سے) | نسرین صدیقہ۔ حیدرآباد | ۲۱۱ تا ۲۱۴ |
| ۴۴ | قرۃ العین حیدر کے ناولٹ سیتاہرن کا تنقیدی جائزہ | ڈاکٹر قمر النساء کے۔ کیرلا | ۲۱۵ تا ۲۲۰ |
| ۴۵ | قرۃ العین حیدر۔ بحیثیت افسانہ نگار | ڈاکٹر رجینہ سی۔ کیرلا | ۲۲۱ تا ۲۲۳ |
| ۴۶ | پروین شاکر : فکروفن کے آئینہ میں | ڈاکٹر سمیہ تمکین۔ حیدرآباد | ۲۲۴ تا ۲۳۰ |
| ۴۷ | عصمت کے افسانوں میں خواتین کردار | روبی۔ بریلی | ۲۳۱ تا ۲۳۵ |
| ۴۸ | عصمت چغتائی کے ناولوں میں عورت کا مقام | مجمہ سی کے۔ کیرلا | ۲۳۶ تا ۲۳۹ |
| ۴۹ | ترنم ریاض کے افسانوں میں نسائی نفسیات | ڈاکٹر نصرت مینو۔ ناگپور | ۲۴۰ تا ۲۴۴ |
| ۵۰ | شہر وانم باڑی کی اردو خواتین قلم کار | یم تزئین جمال۔ تمل ناڈو | ۲۴۵ تا ۲۴۸ |


 ISBN : 978-81-960658-3-6

Scanned with OKEN Scanner

ڈاکٹر شاہینہ پروین صدیقی
اسسٹنٹ پروفیسر ایم ایس جی کالج، مالیگاؤں

# اردو ادب میں خواتین ڈراما نگار

آرٹ ادب کا ایک لازمی جزو ہے۔ اور ادب معاشرے کا۔ ادب اور معاشرہ ایک دوسرے کیلئے لازم اور ملزوم ہیں۔ اسی آرٹ کی ایک شاخ پرفارمینگ آرٹ ہے۔ (ڈراما) ہے۔ یہ ایک عجیب آرٹ ہے اس لئے کہ اس میں فنونِ لطیفہ کی تمام اقسام موجود ہیں۔ جو کہ کسی اور اصناف میں ایک ساتھ نظر نہیں آتیں۔ مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ دیگر ڈرامائی ادب کے مقابلے میں اردو ڈراما کی عمر ابھی بہت کم ہے۔ لیکن اتنی مختصر عمر میں ڈراما نے اپنی ترقی کی بہت سی منزلیں طئے کیں ہیں۔ جس طرح عہد بہ عہد حالات بدلتے گئے سماج اور معاشرتی زندگیاں بھی بدلتی رہیں۔ جس کے اثرات ہر صنفِ ادب میں نظر آتے ہیں۔ وہیں ڈراما بھی اپنے آپ کو ان اثرات سے بچا نہ سکا۔ وہی تمام تبدیلیاں مسائل، حالات کے تغیرات، احساسات اور جذبات ایک ڈراما نگار کے اندر در آئیں۔ تب جا کر ایک بہترین ڈراما وجود میں آیا۔ جس نے مندرجہ بالا تمام تغیرات کو اپنے فکر و فن کی صلاحیتوں سے اسٹیج پر جیتا جاگتا پیش کر دیا اور ڈراما کو معاشرے کا بہترین عکاس بنا دیا۔ ہمارا یہ سماج جو کہ اشرف المخلوقات یعنی مرد و زن کے بغیر نامکمل ہے، ادب کا ایک ناقابلِ فراموش حصہ بن گئے۔ جہاں ایک طرف بے شمار شاعر و ادیب اور فنکاروں نے اردو ادب کی تاریخ رقم کر دی۔ وہیں اردو ادب میں خواتین کی شمولیت اور خدمات اظہر من الشمس ہے۔ ادب میں چاہے وہ صنف شاعری ہو یا نثر نگاری ہر میدان میں خواتین فنکاروں نے بھی اپنے احساسات جذبات اور فکر کا اظہار بہترین انداز میں کیا ہے۔ ڈراما جیسی صنف میں بھی اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوایا اور ڈراما کی ترقی ترویج و اشاعت میں مردوں کے شانہ بشانہ اپنی خدمات پیش کر رہی ہیں۔

دیگر اصناف ادب میں جو طویل فہرست ہمیں نظر آتی ہے ڈراما میں اتنی طویل تو نہیں ہے۔ البتہ جو


ISBN : 978-81-960658-3-6

Scanned with OKEN Scanner

ہجوم ڈراما میں خواتین کا نظر آتا ہے وہ یقیناً اطمینان بخش ہے۔اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ دوسری اصناف کی بدولت ڈراما میں خواتین قلمکاروں پر بہت کم لوگوں نے لکھا ہے۔یوم خواتین کے موقع پر آج اس پلیٹ فارم سے خواتین ڈراما نگار کی خدمات کے اعتراف کا موقع ملا، جن کے ذکر کے بغیر ڈراما نگاری کی تاریخ ادھوری ہوگی۔

ڈراما نگاری کا جائزہ لیں تو سب سے پہلے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ قدیم دور کی ڈراما نگاری میں خواتین نظر نہیں آتیں البتہ ترقی پسند دور کے جدید ڈراموں میں سے ڈاکٹر رشید جہاں سے ڈراما نگاری میں خواتین کی شمولیت کی ابتداء ہوئی۔وہ دور ترقی پسند رجحانات کا دور تھا۔نئے نئے مسائل اور ناگفتہ حالات پر بحث جاری تھی۔خواتین کے استحصال اور بے بسی کی کہانیاں بڑھتی جا رہی تھیں۔ان حالات میں خواتین ڈراما نگاروں نے خواتین کے حقوق کیلئے قلم اٹھایا۔

ڈاکٹر رشید جہاں جو کہ پیشے سے ایم بی بی ایس ڈاکٹر تھیں۔ان کا تعلق ایک روشن خیال خاندان سے تھا۔ہندوستان میں وہ ایک ترقی پسند مصنفہ افسانہ نگار، قصہ گو اور ڈراما نگار کی حیثیت سے جانی جاتی ہیں۔یہ ایک انقلابی روح رکھنے والی قلمکار تھیں۔۱۹۳۲ء میں ان کا ایک مجموعہ ''انگارے'' شائع ہوا جس میں ان کا ڈراما ''پردے کے پیچھے'' شامل ہے۔ان کے ڈرامے کی فنکاری اپنی جگہ مسلم ہے۔رشید جہاں نے ۱۹۲۳ء سے ۱۹۲۵ء تک تقریباً ۲۰ سال کے عرصے میں ۲۵ سے ۳۰ افسانے لکھے اور ۱۵ سے ۲۰ ڈرامے ریڈیو پر نشر ہوئے اور اسٹیج بھی کیے گئے۔ان کے ڈراموں میں سماج سے ہمدردی عوام دوستی اور وطن پرستی کے جذبے کے ساتھ خاص طور پر عورت کے مسائل کی عکاسی شامل ہے۔ان کے مکالموں کے تیز اور تند فقروں سے واضح ہوتا ہے کہ رشید جہاں عورتوں کی نسبت کس قدر اضطرابی کیفیت رکھتی تھیں۔پردے کے پیچھے، گوشہ عافیت، پڑوسی، عورت ان کے بہترین ڈرامے ہیں۔

ان کے لہجوں کی شدت اور تیزی کا اثر آنے والے ڈراما نگاروں نے بھی قبول کیا ہے۔عصمت چغتائی مقبول افسانہ نگار اور طنز نگار ہیں انہیں اردو کی صاحب طرز ادیبہ ہونے کے ساتھ ساتھ ڈراما لکھنے میں بھی مہارت حاصل تھی۔انہوں نے ریڈیو کے نشری ڈرامے لکھے۔۱۹۳۸ء میں ان کا پہلا ڈراما

 ISBN : 978-81-960658-3-6

Scanned with OKEN Scanner

"فسادی" منظر عام پر آیا۔ مشہور ڈراما "دھانی بانکپن" کو انہوں نے ۱۹۳۹ء میں پیش کیا۔ یہ ہندو مسلم فساد پر لکھا ہوا بہترین اردو ڈراما ہے۔ تین اناڑی، شیطان، خواہ مخواہ، تصویریں، دلہن کیسی ہے؟ اور شامت اعمال ان کے بہترین ڈراموں میں شمار کئے جاتے ہیں۔ عصمت نے جو بھی لکھا ہے بے باکانہ لکھا۔ اور ڈراما کے ادب کے ذخیرے میں اضافہ کیا ہے۔

بیگم قدسیہ زیدی کے ڈرامے بھی اس دور کی یادگار ہیں۔ انہوں نے ہندوستان تھیٹر گروپ کی بنیاد رکھی۔ متعدد ملکی و غیر ملکی ڈراموں کا اردو میں ترجمہ کیا اور اپنے ہی ہندوستانی تھیٹر گروپ سے اسے پیش بھی کیا ہے۔ جن میں گڑیا گھر، خالد کی خالہ، آذر کا خواب، شکنتلا، سفید کنڈلی، شیر کا داوا وغیرہ ان کے مشہور ڈرامے ہیں۔ دوسری طرف میں خدیجہ بیگم نے بھی ڈرامے کے ذریعے تاریخ کی عظیم ہستیوں سے روشناس کرانے کا کام کیا ہے۔ ان کا مقصد نئی نسل کو اسلاف کے قصوں اور بہادری سے روشناس کرانا ہے۔ ان کے ڈراموں میں ابوالحسن تاناشاہ، شاہجہاں، نور جہاں، راجا دسرتھ، گوتم بدھ، چاند بی بی مشہور ڈرامے ہیں۔

جب آزادی کی تحریکیں زور پکڑ لیں تو فسادات، خونریزیاں، تقسیم، بنگال، ہجرت جیسے نئے نئے مسائل سے ملک و عوام کو دو چار ہونا پڑا۔ جس کا اثر زندگی کے ہر شعبے پر پڑا۔ ان کربناک حالات کو بھی ڈرامانے اپنے اندر سمولیا۔ تب ہاجرہ مسرور جیسی شخصیت جو کہ خود بھی ۱۹۴۷ء میں ہجرت کی صعوبتیں برداشت کرتے ہوئے پاکستان چلی گئیں اور اپنے ڈرامے میں ان المناکیوں کو بیان کیا ہے۔ یہ مشہور و معروف مصنفہ خدیجہ مستور کی بہن تھیں۔ ان کے ڈراموں کا مجموعہ "وہ لوگ" لاہور سے شائع ہوا۔ تہہ خانے، نوری خالہ، وہ لوگ، دستک، گھر کی کھلی کھڑکی، فاطمہ جیسے عنوانات پر ڈرامے تحریری کئے ہیں۔ ڈاکٹر رشید احمد گوریجہ لکھتے ہیں کہ

> "ہاجرہ مسرور کے ڈرامے ہماری زندگی کے المیہ یا طربیہ واقعات کے گرد گھومتے ہیں۔ ان میں بدیسی پن کی جھلک اتنی ہی ہے۔ جتنی ہم روزمرہ کی زندگی میں پاتے ہیں۔" (رشید احمد گوریجہ، اردو ڈرامے کی تاریخ)

 ISBN : 978-81-960658-3-6

Scanned with OKEN Scanner

''نقش اول'' صالحہ عابد حسین کے ڈراموں کا مجموعہ ہے۔ یوں تو صالحہ عابد حسین جو پہلے سے ہی ایک ادیبہ کی حیثیت سے مشہور تھیں۔ ان کے ڈراموں نے ان کی مقبولیت میں چار چاند لگا دیا۔ ''نقش اول'' ۱۹۴۳ء میں شائع ہوا۔ اس میں آنکھ کا ڈاکٹر، الٹا منتر، پک نک، سیدہ، بڑے میاں اور شادی ڈرامے شامل ہیں۔ ان کا دوسرا مجموعہ ''زندگی کے کھیل'' ۱۹۶۴ء لاہور سے شائع ہوا اور اسٹیج بھی کیا گیا۔ عشرت رحمانی فرماتے ہیں کہ:

> ''جذباتی ہنگامہ آرائیوں کی نادانیوں اور ناکامیوں اور ان کے جھوٹ سچ، صداقت و ریاکاری، انسانی کمزوریوں اور نفسیاتی الجھنوں اور ان کے سبب پیدا ہونے والی آویزشوں کو اپنے ڈرامے کا خاص موضوع بنانا بانو قدسیہ کی خصوصیت کا خاصہ ہے۔''
>
> (عشرت رحمانی — تاریخ ادبیات، مسلمانان پاک و ہند، جلد دوم، فروری ۱۹۷۲ء)

زاہدہ زیدی کا نام ڈراما نگاری میں بڑے احترام کے ساتھ لیا جاتا ہے۔ ان کا تعلق خواجہ الطاف حسین حالی کے خاندان سے ہے۔ یہ بیک وقت شاعرہ، تنقید نگار، ناول نگار، اور ڈراما نگار ہیں۔ ان کے ڈراموں کا مجموعہ ''دوسرا کمرہ'' ۱۹۹۰ء میں شائع ہوا۔ جن، چٹان، دل ناصبور ارم، دوسرا کمرہ، وہ صبح کبھی تو آئے گی، جنگل جلتا رہا وغیرہ ڈرامے شامل ہیں۔ طویل ڈراموں میں ''صحرائے اعظم''، ''کیونکر ان بت سے رکھوں جان عزیز'' کافی مقبول ہوئے۔

بیسویں صدی اور دورِ حاضر کی ڈراما نگار خواتین کا ذکر کئے بغیر ڈرامے کی پائیداری کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔ یہ وہ اہم ڈراما نگار ہیں۔ جو آج کے جدید ٹیکنالوجی کے دور میں بھی ڈراما کو سہارا دیئے ہوئے ہیں۔ ایک طرف جہاں فلم، انٹرنیٹ، کمپیوٹر، ٹی وی، موبائیل، اسٹیج ڈراموں کو عفریت کی طرح نگلتے جارہے ہیں۔ ان حالات میں اگر کوئی یہ دعویٰ کرے کہ اردو ڈراموں اور اسٹیج کا مستقبل روشن ہے تو اس خوش آئند امکانات اور ڈرامے کی پائیداری کا سہرہ ڈرامے کے افق پر روشن اقبال نیازی، اسلم پرویز، ایم مبین، شاہد انور، نادرہ ظہیر ببر، صادقہ نواب صحر، نورالعین علی، بانو سرتاج وغیرہ جیسی عظیم ہستیوں کے سر جاتا ہے۔


ISBN : 978-81-960658-3-6

Scanned with OKEN Scanner

مسز نورالعین علی اپنی پوری زندگی درس وتدریس کے بعد ڈرامے لکھتے، اسٹیج کرنے اور اداکاری میں گذار دی۔ ان کے ڈراموں کا مجموعہ ۱۹۶۵ء میں ''بہو کی تلاش اور دوسرے ڈرامے'' کے عنوان میں شائع ہوا۔ اس کے علاوہ ''ہے کوئی راستہ'' کی اشاعت ہوئی۔ ۲۰۰۴ء میں فل لینتھ ڈراما ''سراب'' منظر عام پر آیا۔ سوچ لیجیے، کینسر، وہ بولتے کیوں نہیں، تیتری، اڑکڑیا، کمل، سوری وغیرہ ڈرامے نہایت اہمیت کے حامل ہیں۔

نادرہ ظہیر ببر بھی مشہور ترقی پسند رہنما اور شاعر سجاد ظہیر اور ادیبہ رضیہ سجاد ظہیر کی بیٹی ہیں۔ عمر کی ۵۷ ویں بہار میں قدم رکھ چکی ہیں۔ یہ ایک ڈراما نگار، اسٹیج اداکار، ہدایت کار اور ہندی فلموں کی ایکٹرس کے طور پر مقبول ہوئیں۔ انہوں نے ایک جٹ تھیٹر گروپ کی بنیاد رکھی۔ ان کے تحریر کردہ ڈراموں میں شرافت چھوڑ دی ہم نے، دیا شنکر کی ڈائری، دل ہی تو ہے، بالی ووڈ کا سلام ۱۹۵۰ء کے نام وغیرہ کے علاوہ کئی ڈراموں کے ترجمے بھی تحریر کئے ہیں۔ اور آج بھی ڈرامے کی بقا کیلئے سرگرم عمل ہیں۔

ڈاکٹر بانو سرتاج کی خدمات کا دائرہ بھی نہایت وسیع ہے۔ یہ بھی بقید حیات ہیں۔ ایک اچھی ڈراما نگار، بچوں کی ادیبہ، ناول نگار، افسانہ نگار ہیں۔ پر مغز اور اعلیٰ پائے کے مقالات تحریر کرنے میں ید طولیٰ رکھتی ہیں۔ ڈرامے کے ضمن میں انہوں نے بچوں کیلئے ۶۵ ڈرامے اور بڑوں کیلئے ۱۱ ڈرامے اور ۳۱ ڈراموں کے تراجم تحریر کئے ہیں۔ اور خود بھی کئی ڈراموں کی ہدایت کار اور اداکار رہیں ہیں۔ اور آج بھی سماجی اور فلاحی خدمات میں فعال ہیں۔

معاشرے میں بسنے والے انسانوں اور ان کے عصری تقاضوں سے ادب کی تشکیل ہوتی ہے۔ پھر ان مسائل اور تقاضوں کو تجربات اور مشاہدات کی نگاہ سے پرکھتے ہوئے صفحۂ قرطاس پر ہو بہو پیش کر دینا۔ پھر وہ تحریریں آفاقی شہرت کا باعث بن جاتی ہے۔ میری مراد وہ کثیر الجہت فنکارہ ہیں۔ جن کا نام صادقہ نواب سحر ہے۔ یہ اردو ادب میں نہایت منفرد اور ممتاز حیثیت رکھتی ہیں۔ صادقہ نواب سحر ایک ناول نویس، افسانہ نویس، تنقید نگار کے ساتھ ساتھ بچوں کی ادیبہ ہونے کے ساتھ ساتھ ڈراما نگار کی حیثیت سے بھی مشہور ہیں۔


ISBN : 978-81-960658-3-6

Scanned with OKEN Scanner

موصوفہ کے ۱۰ ڈراموں کا مجموعہ "کھولوں کے درمیان" ۲۰۱۲ء میں شائع ہوا۔ جس میں چار طربیہ، چھ المیہ ڈرامے شامل ہیں۔ "دیا جلے ساری رات" سب سے طویل اور کامیاب ڈراما ہے۔ انہوں نے ڈرامے میں معاشرتی زندگی کی جیتی جاگتی عکاسی کو پیش کیا ہے۔ ان کے مکالمے چست اور دلچسپ ہوتے ہیں۔ ظلم تو ظلم ہے۔ گھنگھرو بجتے رہے۔ تین دو پانچ، میرج بیورو، سلطان محمود باادب باملاحظہ ان کے مشہور ڈرامے ہیں۔

حرف آخر میں کہوں گی کہ ڈراما نگاری میں خواتین کی اس بڑی تعداد کی خدمات کو دیکھتے ہوئے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ صرف خواتین ڈراما نگار پر بھی تحقیقی مقالہ تحریر کیا جاسکتا ہے۔ ان ڈراما نگار خواتین نے ہمیں مایوسی کے دلدل سے نکال کر خوش آئند پیغام کے ساتھ ہم تمام نسل نو کی خواتین سے گویا ہیں کہ "اب آنے والے کریں اس پہ قصرِ نو تعمیر"۔

بے شک مذکورہ بالا خواتین ڈراما نگاروں نے اپنی خدمات نہایت دیانت داری سے انجام دی ہیں۔ حالانکہ طوالت کے ڈر سے اس مقالے میں ان کے ڈراموں کی تفصیل میں نہ جاتے ہوئے صرف ایک سرسری اور اجمالی جائزہ ہی پیش کیا گیا ہے۔ جن کی فہرست اب بھی نا تمام ہے۔ بہت ساری خواتین ہیں جنہیں میں یہاں بیان نہیں کرسکی۔ انکی خدمات کا بین ثبوت ڈرامے میں موجود ہے۔

مذکورہ بالا خواتین نسلِ نو کی قلمکار خواتین کیلئے ایک مشعلِ راہ کی حیثیت سے ہمیشہ روشن اور تابندہ رہیں گی۔ ڈراما کی ترقی اور ترویج و اشاعت کے ضمن میں ان کی خدمات اور ان کے ناموں کو سنہرے حرفوں میں یاد کیا جائے گا۔

حوالہ جات :(۱) مقدمہ، وہ اور دوسرے افسانے — قمر رئیس (۲) اردو ڈرامے کی تاریخ — رشید احمد گوریجہ

(۳) تاریخ ادبیات مسلمانانِ پاک و ہند — جلد دوم، عشرت رحمانی (۴) جدید اردو ڈراما نظریات و امکانات — تحقیقی مقالہ ۲۰۲۰ء سفینہ سماوی (۵) روبرو، ڈاکٹر صادقہ نواب سحر فن اور شخصیت — مضمون نگار ڈاکٹر انصار احمد درویش (۶) اردو ادب کی ترقی میں خواتین کا حصہ — ڈاکٹر رفیعہ سلطانہ۔

 ISBN : 978-81-960658-3-6

Scanned with OKEN Scanner